کتاب نما

عبد الماجد دریا بادی ' احوال و آثار : ڈاکٹر تحسین فراقی ' ناشر: ادارہ ثقافت اسلامیہ ' ۲ کلب روڈ ' لاہور - صفحات: ۷۵۲ - قیمت: ۲۵۰ روپے -

عبدالماجد دریا بادی (۱۸۹۲ - ۱۹۷۷) برعظیم ہندوپاکستان میں رواں صدی کے کثیر ا لجہات اکابر میں سے تھے - ان کی شخصیت بہت سی علوم کی جامع تھی - چنانچہ ان کی علمی کاوشوں کا دائرہ تفسیر و ترجمہ قرآن ' سیرت و سوانح ' ادب و انشا ' فلسفہ و نفسیات اور تاریخ و اخلاقیات سے لے کر علم الکلام ' شاعری اور صحافت تک پھیلا ہوا ہے - انھوں نے مختلف علوم اور اصناف نثر کے ذخیرے میں قابل قدر اضافے کیے ہیں - زیر نظر کتاب دریا بادی کے سوانح و شخصیت اور ان کے علمی و ادبی کارناموں کے تحقیقی و تنقیدی اور تجزیاتی مطالعے پر مشتمل ہے - فاضل مصنف ڈاکٹر تحسین فراقی (استاد شعبہ اردو پنجاب یونی ورسٹی) نے زیر نظر کتاب پی ایچ ڈی کے لیے تحقیقی مقالے کے طور پر تحریر کی تھی لیکن ہماری یونی ورسٹیوں میں آج جس طرز و معیار کے مقالات لکھے ' لکھوائے جا رہے ہیں ' یہ مقالہ ان سے کہیں بہتر و برتر اور معیاری ہے ' بلکہ اسے ڈاکٹریٹ کے لیے معیاری نمونے کا ایک مقالہ (Dissertation) کہنا بے جا نہ ہو گا - مصنف نے ابتدا میں مولانا دریا بادی کے خاندان ' اور ان کے مراحل حیات کی تفصیلات و جزئیات پر تقریباً ڈیڑھ سو صفحات میں سیر حاصل تحقیقی بحث کی ہے - پھر ان کی مختلف حیثیتوں (مترجم ' سوانح نگار ' شخصیت نگار ' سفرنامہ نگار ' شاعر ' ڈراما نگار ' اور مکتوب نگار وغیرہ) کا جائزہ لیتے ہوئے بطور نقاد اور محقق و مترجم ' ان کا مقام و مرتبہ متعین کیا ہے - مقالے کا دوسرا حصہ دریا بادی بطور مفسر قرآن ' بطور عالم دین ' بطور صحافی ' بطور فلسفہ شناس اور بطور نفسیات دان افکار ماجد کے تجزیاتی مطالعے پر مشتمل ہے -

مولانا دریا بادی کی تصانیف کی تعداد ستر تک پہنچتی ہے - ان کا علمی و ادبی ذخیرہ کثیر اور وسیع الاطراف ہے اور اس لیے اس پر نقد و انتقاد آسان نہیں - ڈاکٹر فراقی قابل تحسین ہیں کہ وہ ایک مشکل کام سے عمدہ بر آ ہونے میں کامیاب رہے ہیں - ان کے تنقیدی و تجزیاتی مطالعے میں گہرائی و گیرائی کے ساتھ دقت نظر بھی موجود ہے اور انھوں نے بڑی ہنرمندی سے ایک وسیع موضوع کو سمیٹ لیا

ہے۔ مجموعی طور پر وہ دریا بادی کی علمی فتوحات کے قائل اور مداح ہیں۔ آخری باب میں ان کے اسلوب نثر پر تفصیلی بحث کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ دریا بادی اپنے اسلوب کے بانی بھی خود ہیں اور خاتم بھی خود۔ (مصنف نے اردو کے جن صاحبان اسلوب کا ذکر کیا ہے ان میں کچھ اور ناموں کا اضافہ بھی ممکن ہے)۔

یہ معلوم ہے کہ مولانا دریا بادی قادیانیوں کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے تھے۔ ڈاکٹر فراقی نے اس کا "سبب" پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ دورالحاد میں دوسری تحریروں کے ساتھ محمد علی لاہوری کی تفسیر قرآن بھی دین و مذہب کی طرف ان کی مراجعت میں معاون ہوئی (ص ۶۵۶)۔ تاہم وہ ان کے موقف کو "افسوس ناک" اور راست دریا بادی کی کمزوری سمجھتے ہیں۔ مصنف نے اس باب میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی یہ رائے نقل کی ہے: "مولانا دریا بادی اپنی اجتہادی غلطی یا کسی غلط فہمی کی بنا پر قادیانیوں کی لاہوری جماعت کو زیادہ گمراہ نہیں سمجھتے تھے مگر بعد میں ان کی رائے بدل گئی تھی اور قادیانیوں کی دونوں جماعتوں کو گمراہ سمجھنے لگے تھے" (ص ۶۵۹)۔

ایک معروف علمی ادارے کی طرف سے شائع کردہ اعلیٰ پائے کی کتاب میں اشاریے کی عدم موجودگی بری طرح کھٹکتی ہے۔ (ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی)۔

میرا مطالعہ : مرتبہ: تابش مہدی۔ نگران: محمد جاوید اقبال۔ ناشر: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، دہلی ۶۔ صفحات: ۲۷۹۔ قیمت: ۵۴ روپے۔

زیر تبصرہ کتاب "شائقین مطالعہ کو اہل علم اور دانش وروں کے مختلف اور متنوع مطالعاتی نظام سے روشناس" کرانے کے لیے مرتب کی گئی ہے۔ محمد جاوید اقبال صاحب نے ۲' ۳ برس پہلے ایک سوال نامہ برعظیم ہندو پاکستان کے تقریباً دو سو اکابر علم و ادب اور اصحاب فکر و دانش کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔ اس کتاب کا بیش تر حصہ' اس سوال نامے کے جوابات پر مشتمل ہے۔ البتہ کچھ بزرگوں سے جوابات بذریعہ مصاحبہ (انٹرویو) حاصل کیے گئے ہیں۔ "قند مکرر" کے تحت اسی موضوع پر مولانا مودودی' ابوالحسن علی ندوی' اسعد گیلانی' پروفیسر خورشید احمد اور مریم جمیلہ کی تحریریں "چراغ راہ" کراچی اور "سیارہ" لاہور سے اخذ کر کے شامل کر لی گئی ہیں۔

چالیس علما' دانش وروں اور اساتذہ کی یہ تحریریں نہایت دلچسپ ہیں اور معلومات افزا دلچسپی کا بڑا سبب ان کا تنوع ہے۔ لکھنے پڑھنے والے' عام طور پر تنہائی اور یکسوئی کے طالب رہتے ہیں مگر بعض اصحاب نے بتایا ہے کہ انھوں نے زیادہ تر مطالعہ سفر کے دوران میں کیا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ شور و شغب میں بھی پڑھ لکھ سکتے ہیں' بلکہ ایسے ماحول میں وہ زیادہ دل جمعی اور توجہ سے کام کرتے